رسائل و مسائل

مزاج شناسِ رسول

سوال:۔ مرزائی، منکرینِ حدیث اور بعض دوسرے لوگ اس بات کا بہت چرچا کرتے ہیں کہ مولانا مودودی نے مزاج شناس نبوت ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس مزاج شناسی کے بل پر وہ ذخیرۂ احادیث میں سے جس حدیث کو چاہیں صحیح اور جس کو چاہیں غلط قرار دے سکتے ہیں۔ ان لوگوں کی طرف سے حال میں یہ بات بھی پھیلائی گئی ہے کہ جماعت اسلامی کے ارکان اور ہمدرد بھی مولانا مودودی کے اس دعوے کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ (ان معترضین کے بقول) پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں مولانا اصلاحی صاحب نے بھی اس دعوے کو مان لیا ہے۔ اعتراض کرنے والوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ یہ دعویٰ ایک طرح کا ادعائے نبوت ہے کیونکہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی یہی کہا تھا کہ میں احادیث کے ڈھیر میں سے جسے چاہوں لے سکتا ہوں اور جسے چاہوں رد کر سکتا ہوں۔ براہِ کرم اس بارے میں اصل حقیقت سے مطلع فرمائیں تاکہ صحیح رائے قائم کی جا سکے۔

جواب:۔ آپ نے جس بہتان طرازی کا ذکر کیا ہے اس سے ہم ناواقف نہیں ہیں۔ جماعت اسلامی کے خلاف فتنہ پردازی کی وسیع مہم کا ایک شوشہ یہ بھی ہے۔ چونکہ آپ کا سوال یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس بارے میں پوری معلومات آپ کے سامنے نہیں ہیں اس لیے آپ کے اطمینان کی خاطر مختصر جواب دیا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے مولانا مودودی کی وہ دو عبارتیں نقل کر دینا مناسب ہوگا جسے بنائے دعویٰ ٹھہرایا گیا ہے۔ وہ "تفہیمات" کے دو مضامین "قرآن و حدیث" اور "مسلکِ اعتدال" کی ذیل کی عبارتیں ہیں:۔

"حدیث کو اصولِ درایت پر وہی شخص جانچ سکتا ہے جس نے قرآن کا علم حاصل کر کے اسلام کے اصولِ اولیہ کو خوب سمجھ لیا ہو اور جس نے حدیث کے بیشتر ذخیرے کا گہرا مطالعہ کر کے احادیث کو پرکھنے کی نظر بہم پہنچائی ہو۔ کثرتِ مطالعہ اور ممارست سے انسان میں ایسا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج شناس ہو جاتا ہے اور اسلام کی روح اُس کے دل و دماغ میں بس جاتی ہے۔ پھر وہ ایک حدیث کو دیکھ کر اول نظر میں سمجھ لیتا ہے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرما سکتے تھے یا نہیں یا آپ کا عمل ایسا ہو سکتا تھا یا نہیں؟"

"معاذ اللہ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ یہ لوگ (یعنی ائمۂ مجتہدین) کسی حدیث کو صحیح جان کر اس سے انحراف کرتے تھے۔ نہیں، بلکہ اصل معاملہ یہ تھا کہ ان کے نزدیک صحتِ حدیث کا مدار صرف اسناد پر نہ تھا۔ بلکہ اسناد کے علاوہ ایک اور کسوٹی بھی تھی جس پر وہ احادیث کو پرکھتے تھے اور جس حدیث کے متعلق ان کو اطمینان ہو جاتا تھا کہ یہ حقیقت سے اقرب ہے اس کو قبول کر لیتے تھے خواہ وہ خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے مرجوح ہی کیوں نہ ہو۔"

"یہ دوسری کسوٹی کونسی ہے؟ ہم پہلے بھی اشارۃً اس کا ذکر کر چکے ہیں کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقّہ کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے اس کے اندر قرآن اور سیرتِ رسول کے غائر مطالعہ سے ایک خاص ذوق پیدا ہو جاتا ہے جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے جیسے ایک پرانے جوہری کی بصیرت کہ وہ جواہر کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو پرکھ لیتی ہے۔ اس کی نظر بحیثیت مجموعی شریعتِ حقّہ کے پورے سسٹم پر ہوتی ہے اور وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے۔ اس کے بعد جب جزئیات اس کے سامنے آتے ہیں تو اس کا ذوق اسے بتا دیتا ہے کہ کونسی چیز اسلام کے مزاج اور اس کی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے اور کونسی نہیں رکھتی۔ روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں بھی یہی کسوٹی رد و قبول کا معیار بن جاتی ہے۔ اسلام کا مزاج عین ذاتِ نبوی کا مزاج ہے۔ جو شخص اسلام کے مزاج کو سمجھتا ہے اور جس نے کثرت کے

ساتھ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا گہرا مطالعہ کیا ہوتا ہے وہ نبی اکرمؐ کا ایسا مزاج شناس ہو جاتا ہے کہ روایات کو دیکھ کر خود بخود اس کی بصیرت اسے بتا دیتی ہے کہ ان میں سے کونسا قول یا کونسا فعل میرے سرکار کا ہو سکتا ہے اور کونسی چیز سنت نبوی سے اقرب ہے یہی نہیں بلکہ جن مسائل میں اس کو قرآن و سنت میں کوئی چیز نہیں ملتی ان میں بھی وہ کہہ سکتا ہے کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فلاں مسئلہ پیش آتا تو آپ اس کا فیصلہ یوں فرماتے "

ان عبارتوں سے تین باتیں بالکل عیاں ہیں۔ ایک یہ کہ مصنف اپنے بارے میں یہ دعویٰ نہیں کر رہا کہ وہ مزاج شناس نبوت ہے بلکہ وہ فن حدیث کے ائمہ کے بارے میں ایک عام اصول بیان کر رہا ہے۔ دوسری بات یہ بیان ہوئی ہے کہ کتاب اللہ، سیرت نبوی اور آنحضورؐ کے ارشادات کے وسیع مطالعے اور مسلسل غور و تدبر سے ایسی مناسبت و مہارت پیدا ہو جاتی ہے کہ طالب حدیث اپنے ذوق سلیم اور وجدان صحیح کی مدد سے ایک حدیث کے الفاظ و معانی کو دیکھ کر یہ رائے قائم کر سکتا ہے کہ یہ نبی کا کلام ہو سکتا ہے یا نہیں۔ تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ اس طرح کا ذوق نقد حدیث کا واحد معیار نہیں ہے، بلکہ احادیث کے جانچنے میں جن متعدد ذرائع سے کام لیا جاتا ہے ان میں سے ایک ذریعہ یہ بھی ہے اب ظاہر ہے کہ جو شخص ان عبارتوں سے یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ یہ ساری بحث مصنف نے اس لیے کی ہے کہ وہ مزاج شناسیٔ نبوت کا کوئی منصب وضع کر کے اس پر قابض ہونا چاہتا ہے تو اس شخص کے کذب و افترا اور دجل و تلبیس میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

یہاں دو معقول سوال البتہ ضرور کیے جا سکتے ہیں۔ پہلا یہ کہ فی الواقع محدثین نے ایسی بات کہی ہے یا مولانا مودودی نے بلا وجہ ان کی طرف اسے منسوب کر دیا ہے، دوسرا یہ کہ اگر محدثین کی یہ رائے ہے تو یہ صحیح ہے یا غلط ہے؟ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ تمام ائمہ حدیث نے اس اصول کو بیان کیا ہے۔ اور اس فنی ذوق کی بنا پر وہ بعض احادیث کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ ھذا الحدیث علیہ ظلمۃ (ومتنہ مظلم) (اس حدیث پر تاریکی چھائی ہوئی ہے یا اس کا متن تاریک ہے) بعض اوقات وہ کسی حدیث کو دیکھ کر کہتے ہیں "طبیعت اسے قبول کرنے سے ابا کرتی ہے"۔ یہاں زیادہ

آراء کا نقل کرنا تو محال ہے، البتہ چند حوالے ہم پیش کیے دیتے ہیں جنہیں حاکم نے اپنی مشہور کتاب "معرفتہ علوم الحدیث" میں نقل کیا ہے۔ ابن جوزی فرماتے ہیں: "منکر حدیث سنتے ہی عالم حدیث کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور قلب متنفر ہونے لگتا ہے۔" ربیع ابن خثیم کا قول ہے کہ "اکثر حدیثوں میں روز روشن کا سا نور ہوتا ہے جس کے ذریعے سے ہم انہیں پہچان لیتے ہیں اور بعض احادیث پر رات کی سی تاریکی طاری ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہمیں ان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔" ابن دقیق العید کہتے ہیں "محدثین بعض اوقات کسی حدیث کے موضوع ہونے کا فیصلہ الفاظ کی بنا پر کرتے ہیں"۔ اور بلقینی اس کی تشریح یوں کرتے ہیں "اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک خادم اپنے آقا کی سالہا سال تک خدمت کرتے کرتے اس کی پسند و ناپسند سے گہری واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔ اب ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ تمہارا آقا فلاں چیز ناپسند کرتا ہے حالانکہ خادم جانتا ہوتا ہے کہ میرے آقا کو یہ شے پسند ہے، چنانچہ وہ فوراً اس کی تکذیب کر دیتا ہے۔"

ان حوالوں سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ حقیقت محدثین کے ہاں بالکل معروف اور مسلم ہے یہی وجہ ہے کہ منکرین حدیث کے ترجمان "طلوع اسلام" نے جب شروع شروع میں مولانا مودودی کی عبارت کو اپنے ہاں نقل کیا تھا تو حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری نے طلوع اسلام ہی میں اس پر لکھا تھا کہ یہ بات مودودی صاحب نے نرالی نہیں کہی بلکہ محدثین سارے یہی کہتے چلے آتے ہیں اور ان کا یہ کہنا لوگوں کو خالص شخصیت پرستی کی دعوت دینا ہے۔ ابتداءً یہ بات اتنی ہی کہی گئی تھی لیکن جو مسائل سلف سے خلف تک مسلمات کے طور پر منتقل ہوتے چلے آئے ہیں، منکرین حدیث اور قادیانی اور اسی قماش کے دوسرے لوگ جب تک ان مسلمات کو جماعت اسلامی اور مولانا مودودی کی ایجاد قرار نہ دے لیں اور پھر جماعت اسلامی کو اچھی طرح کوس نہ لیں، اس وقت تک انہیں مزا ہی نہیں آتا۔ قتل مرتد، رجم زانی محصن، ملک یمین، ملکیت شخصی، ان میں سے آخر کونسا مسئلہ ایسا ہے جس کے بارے میں جماعت اسلامی نے کوئی ایسی بات کہی ہو جو چودہ صدیوں سے مسلمانوں میں متفق علیہ اور مجمع علیہ نہ رہی ہو۔

اب دوسرا سوال یہ رہ جاتا ہے کہ ائمہ حدیث کا یہ قول صحیح ہے یا نہیں کہ کثرت مطالعہ سے حدیث کی معرفت کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کائنات میں ہر شے کی اچھی، بری

طوطی، ٹھری، اعلیٰ، ادنیٰ مختلف اقسام پائی جاتی ہیں۔ ان اشیاء میں سے کسی شے کے استعمال میں اگر مداومت اور مزاولت کی جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اصلی اور نقلی کی پہچان کی ایک فطری صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور نگاہ کسوٹی کا کام دینے لگتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور علم، عقل، تجربہ، مشاہدہ تمام اس حقیقت کی تصدیق کرتے ہیں اور اس حقیقت کا منکر وہی شخص ہو سکتا ہے جو بالکل ہٹ دھرم ہو اور جو حدیث کے مقام اور رسالت کے منصب کا اسی طرح انکار کرے جس طرح کا انکار دونوں مذکورۂ بالا گروہ کرتے ہیں۔ یہ خیال کرنا بھی صحیح نہیں ہے (جیسا کہ جیراجپوری صاحب نے کہا ہے) کہ یہ معیار لامحالہ شخصی اور ہر محدث کے انفرادی ذوق کا آئینہ دار ہوگا۔ چونکہ احادیث کا ایک ہی ذخیرہ ہے جو اس ذوق کی تخلیق و تربیت کرتا اور اسے پروان چڑھاتا ہے۔ اس لیے فی الجملہ اس ذوق و وجدان میں ہم آہنگی اور یک جہتی کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ اگر کہیں اختلاف ہو بھی تو چونکہ یہ ذوق نقدِ حدیث کا واحد معیار نہیں ہے اس لیے یہ خدشہ باقی نہیں رہتا کہ تنہا اس کے بل پر ہر محدث کا معیار انفرادی اور دوسرے محدثین سے مختلف ہو جائے گا۔

جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ مولانا اصلاحی صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں مولانا مودودی کے دعوائے مزاج شناسیٔ رسول کو تسلیم کیا ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ قادیانی وکلاء عدالت میں گواہوں سے ہر طرح کے الٹے سیدھے سوال کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مولانا اصلاحی صاحب کی شہادت کے دوران میں انہوں نے آپ پر یہ سوال کیا تھا کہ مزاج شناسِ رسول کی تعریف کیا ہے۔ مولانا اصلاحی صاحب نے اس کا جواب یہ دیا کہ مزاج شناسِ رسول وہ شخص ہے جو ایک نبی، غیر نبی اور جھوٹے نبی کے کلام میں امتیاز کر سکے۔ قادیانی وکیل نے اپنے مخصوص علم کلام سے کام لیتے ہوئے دوسرا سوال یہ کیا کہ کیا آپ مولانا مودودی کو مزاج شناسِ رسول سمجھتے ہیں۔ مولانا اصلاحی صاحب نے جواب میں فرمایا کہ "میرا حسنِ ظن ان کے بارے میں یہی ہے کہ وہ ایک نبی، غیر نبی اور جھوٹے نبی کے کلام میں امتیاز کر سکتے ہیں"۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس جواب پر منکرین حدیث اور منکرینِ ختم نبوت کو چھوڑ کر اور کون معقول آدمی اعتراض کر سکتا ہے۔ کیا مولانا اصلاحی اس کے جواب میں یہ کہتے کہ ان کا سوئے ظن مولانا مودودی کے بارے میں یہ ہے کہ وہ سچے اور